© rasailojaraid.com

دین میں بنیادی اہمیّت کے حامل نہ ہوں، یا جن کا مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے کسی اہم پہلو سے براہ راست تعلّق نہ ہو۔ وہ صرف ان پہلوؤں پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں جو دین میں بنیادی اہمیّت رکھتے ہیں۔

- **گمراہ کن تاویلات پر گرفت:** سید مودودیؒ تفسیر کے دوران ایسے مفسرین کی تاویلات کا بھرپور نوٹس لیتے ہیں، جو قرآن کریم کی بعض آیات کو اپنے اپنے فرقوں کے گمراہ کن عقائد کی تائید میں استعمال کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں سید مودودیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ وہ پہلے خود ان لوگوں کی تاویلات ان کے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور پھر قرآن و حدیث اور قوی عقلی دلائل سے ان کا جواب دیتے ہیں، تاکہ ان کے لیے کوئی ایسا موقع باقی نہ رہ جائے کہ وہ اپنے مخصوص مقاصد کے لیے قرآنی آیات کو استعمال کر سکیں۔ اس سلسلے میں وہ نقد و جرح کے دوران اپنے اسلوب میں شایستگی کا پوری طرح التزام کرتے ہیں۔

- **جدید علمی نظریات اور فلسفوں کا ابطال:** وہ تفسیر میں متعلقہ آیات کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے، جدید مغربی تہذیب کے پیدا کردہ مادہ پرستانہ اور لادین نظریات کا ٹھوس علمی تجزیہ کر کے ان کا باطل ہونا ثابت کرتے ہیں، مثلاً ہیگل کا نظریۂ تاریخ (تاریخ کی جدلی تعبیر)، مارکس کا نظریۂ تاریخ (تاریخ کی مادی تعبیر)، ڈارون کا نظریۂ ارتقا، میکاولی کا نظریہ لادینی سیاست اور فرائیڈ کا نظریۂ جنسی نفسیات وغیرہ وغیرہ --- سید مودودیؒ نے اپنی تفسیر میں ان جدید جاہلی فلسفوں کو قوی عقلی دلائل سے باطل ثابت کیا ہے۔ اس طرح انھوں نے ٹھوس عقلی دلائل سے ان نظریات کو غلط ثابت کر کے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو مغربی تہذیب کی فکری غلامی سے نجات دلانے کا اہتمام کیا ہے، اور ان کے دل و دماغ میں اس تصور کو جاگزیں کیا ہے کہ اسلام اہل مغرب کے تصور مذہب کے مطابق محدود معنوں میں کوئی ذاتی معاملہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔

اس جائزے سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ سید مودودیؒ کا اسلوب تفسیر روایت و درایت کے اصولوں پر پورا اترنے کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں جب اسلام اور مسلمانوں کو طرح طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے، دعوت دین کے تقاضوں کے عین مطابق بھی ہے۔ انھوں نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن کے ذریعے ایک طرف جدید تعلیم یافتہ طبقے کا تعلّق قرآن سے جوڑ کر اس میں یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعتماد پیدا کیا ہے کہ وہ جدید تہذیب سے پیدا ہونے والے جاہلی فلسفوں کے سحر سے نکل کر بھرپور انداز میں اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں شریک ہو اور دوسری طرف علما و مشائخ اور دینی طبقے کے لوگوں کو یہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ جدید تہذیب کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہوں۔

مجھے سید مودودیؒ کی تفسیر کا کئی دوسری جدید و قدیم تفاسیر کے ساتھ موازنہ کرنے کا موقع بھی ملا ہے، جیسے تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر رازی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر فی ظلال القرآن وغیرہ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس تقابلی جائزے کے بعد سید مودودیؒ کے اسلوبِ تفسیر پر میرا یقین اس پہلو سے اور بھی پختہ ہوگیا ہے کہ انھوں نے اپنی تفسیر کے دوران اصولِ تفسیر کے تمام پہلوؤں کو پوری طرح ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس اہتمام کے ساتھ ساتھ تفہیم القرآن کی وہ دیگر امتیازی خصوصیات جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، سید مودودیؒ کی اس تفسیر کو فی الواقع دیگر تفاسیر میں ایک ایسا امتیازی مقام عطا کرتی ہیں جو اسی کا حصہ ہے۔

معیار ہماری پہچان

حجابُ النساء گارمنٹس

جرسی اور اسپورٹ کپڑے سے تیار کردہ

چادر، اسکارف، مکنہ، گاؤن/ عبایہ، حج گارمنٹس

سیکورٹی، ڈیلرشپ فیس کے بغیر شہروں، قصبوں کے لیے

ڈیلرز/ ایجنسی ہولڈر درکار ہیں خواہشمند خواتین و حضرات رابطہ کریں۔

- بذریعہ خط یا فون آرڈر دیکر گھر بیٹھے حجاب گارمنٹس منگوائیں.
- بذریعہ خط یا فون ناپ دیکر اپنی پسند کا گاؤن یا عبایہ سلوائیں.
- چھوٹی بچیوں کے لیے دلکش اسکارف، مکنہ اور گاؤن، عبایہ دستیاب ہے.

رابطہ: امِ عاکف ○ طارق محمود احسن

132- ایم۔ ماڈل ٹاؤن (ایکسٹینشن) لاہور۔ موبائل: 0333-4279638۔ فون: 042-5169699

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرت نگاری اور مولانا مودودیؒ

پروفیسر عبدالجبار شاکر ○

مسلمانوں کی علمی تاریخ میں علم حدیث اور سیرت نگاری دو ایسے پہلو ہیں کہ جن کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری قوم اور کوئی دوسرا مذہب نہیں کرسکتا۔ ان دونوں علوم میں سے پہلے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ گفتگو' اعمالِ حسنہ اور طریقِ زندگی کے ہر پہلو کو اس حزم و احتیاط سے محفوظ کیا گیا ہے کہ محدثین کی اس علمی اور تحقیقی کاوش کو غیر مسلموں نے بھی خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

علمِ حدیث کے دفاع کی خاطر اسماء الرجال جیسا عظیم فن ایجاد ہوا' جس کی نظیر اس سے قبل دنیا کی کسی علمی روایت میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس پر مستزاد درایت کا ایک ایسا اسلوب وضع کیا' جس سے اس اندیشے کا امکان بھی رفع ہو گیا کہ کوئی ظالم' آپؐ کی شخصیت اور کلام کے ساتھ کوئی غلط بات منسوب کر سکے۔

جہاں تک علم سیرت نگاری کا تعلق ہے' اس میں آپؐ کی حیاتِ طیبہؐ کے ہر ممکنہ اور ضروری پہلو کو اس طرح محفوظ کیا گیا ہے کہ ایک زندہ اور متحرک شخصیت کے بچپن سے وصال تک کا کوئی گوشہ سامنے آنے سے نہیں رہ گیا۔ اس ضمن میں احوالِ حجاز و عرب' قبائل عرب اور ان کے نسب نامے' تاریخ و جغرافیۂ عرب' عرب کی تہذیبی اور ثقافتی روایات' سیاسی اور تمدنی نقشہ' ادبی اور شعری سرمایہ اور ان کے خصائل و رذائل' سب کچھ تفصیل کے ساتھ فراہم کر دیا گیا ہے۔ آپؐ کے کارنامۂ زندگی اور احوالِ سیرت کو صحیح طور پر جاننے کے لیے مذکورہ تفصیلات بہت ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

○ ڈائرکٹر' بیت الحکمت' لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرت نگاری کا آغاز عربی زبان میں ہوا‘ اسی باعث سیرت کے تمام تر منابع‘ مصادر اور مراجع بھی اسی زبان میں موجود ہیں۔ قرآن مجید آپؐ کے احوالِ سیرت کی سب سے بنیادی اور اساسی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ احادیث نبویؐ‘ کتب سیر‘ مغازی‘ تفاسیر‘ تواریخ‘ اسماء الرجال‘ دلائل‘ شمائل‘ آثار و اخبار‘ ادب و شاعری‘ تاریخ الحرمین‘ حج کے سفرنامے اور انساب و جغرافیہ کی کتب بنیادی ماخذِ سیرتؐ قرار پاتی ہیں۔ قرآن مجید تو خود آپؐ کی حیات طیبہ میں مکمل اور محفوظ ہوا۔ احادیث نبویؐ صحابہؓ کے وردِ زبان تھیں تو روایات سنت ان کے اعمال کا مصفا آئینہ تھیں۔ غزوات و سرایا میں صحابہؓ چونکہ خود شریک ہوتے تھے‘ اس لیے ان سے بڑھ کر ان کا شاہد کون ہوسکتا ہے۔ اسی باعث مغازی کی کتابیں عہد صحابہؓ میں مرتب ہونا شروع ہوگئیں۔ ان تمام مراجع اور مصادر کو دیکھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ قدرت سابقہ انبیا و رسل کے برعکس نبی آخرالزماںؐ کی حیات و خدمات کو اس کی تمام جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ اگر صرف قرآن مجید کو دیکھا جائے تو خود اس میں آپؐ کی سیرت کے تمام تر پہلو ہر اعتبار سے محفوظ اور موجود ہیں۔ اس ضمن میں مولانا مودودیؒ کے ۱۹۲۷ء میں لکھے ہوئے ایک مضمون کا یہ اقتباس قابل توجہ ہے:

> دنیا کے تمام ہادیوں میں یہ خصوصیّت صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپؐ کی تعلیم اور آپؐ کی شخصیت ۱۳ صدیوں سے بالکل اپنے حقیقی رنگ میں محفوظ ہے اور خدا کے فضل سے کچھ ایسا انتظام ہوگیا ہے کہ اب اس کا بدلنا غیر ممکن ہے...... لیکن اللہ تعالیٰ کو بعثتِ انبیا کے آخری مرحلے میں ایک ایسا ہادی و رہنما بھیجنا منظور تھا‘ جس کی ذات انسان کے لیے دائمی نمونۂ عمل اور عالم گیر سرچشمۂ ہدایت ہو۔ اس لیے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کی ذات کو اس ظلم سے محفوظ رکھا‘ جو جاہل معتقدوں کے ہاتھوں دوسرے انبیا اور ہادیانِ اقوام کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ اول تو آپؐ کے صحابہؓ و تابعین اور بعد کے محدثین نے پچھلی امتوں کے برعکس اپنے نبیؐ کی سیرت کو محفوظ رکھنے کا خود ہی غیر معمولی اہتمام کیا ہے‘ جس کی وجہ سے ہم آپؐ کی شخصیت کو ۱۴۰۰ برس گزر جانے پر بھی آج تقریباً اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتے ہیں‘ جتنے قریب سے خود آپؐ کے عہد کے لوگ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اگر کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دنیا سے مٹ جائے جو ائمہ اسلام نے سالہا سال کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محنتوں سے مہیا کیا ہے، حدیث و سیر کا ایک ورق بھی دنیا میں نہ رہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہو، اور صرف کتاب اللہ (قرآن) ہی باقی رہ جائے، تب بھی ہم اس کتاب سے ان تمام بنیادی سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں، جو اس کے لانے والے کے متعلق ایک طالب علم کے ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں۔(تفہیمات، دوم، ص ۱۷-۱۸)

جناب نعیم صدیقی (م:۲۰۰۲ء) کی محسن انسانیتؐ اپنے اسلوب میں ایک منفرد کتاب ہے۔ اسے دورِ حاضر میں اُردو زبان کی مقبول ترین سیرت کی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کو سید مودودیؒ کی برپا کردہ تحریک میں سیرت پاک کا ایک نمایندہ اظہار کہہ سکتے ہیں۔ سید مودودیؒ نے محسن انسانیتؐ کے دیباچے میں سیرت نگاری کے منہج اور مقصود کو یوں واضح کیا ہے:

پرانے ادوار کی طرح اب اس نئے دور میں بھی انسان کو نعمتِ اسلام میسر آنے کے وہی دو ذرائع ہیں، جو ازل سے چلے آرہے ہیں، ایک خدا کا کلام جو اب صرف قرآن مجید کی صورت ہی میں مل سکتا ہے، دوسرے اسوۂ نبوت جو اب صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہی میں محفوظ ہے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی اسلام کا صحیح فہم انسان کو اگر حاصل ہو سکتا ہے تو اس کی صورت صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سے سمجھے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کی مدد سے جس نے سمجھ لیا، اس نے اسلام کو سمجھا، ورنہ فہم دین سے بھی محروم رہا اور نتیجتاً ہدایت سے بھی۔

محسنِ انسانیتؐ کی طرح بیسیوں دوسری ایسی تصانیفِ سیرت ہیں، جن میں سید مودودیؒ کی فکر اور تحریروں سے براہِ راست استفادہ کیا گیا ہے۔

سید مودودیؒ کے کارنامۂ سیرت کو بیان کرنے سے پہلے ایک اہم کتاب کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ یہ مولانا ابوالکلامؒ آزاد (۱۸۸۸ء-۱۹۵۸ء) کی سیرت پر تحریروں کا مجموعہ رسولِ رحمت ہے جسے مولانا غلام رسول مہرؒ نے مرتب کیا۔ اس کتاب کی سید مودودیؒ کی سیرت سرورِ عالمؐ کے ساتھ ایک تدوینی اور تصنیفی مناسبت ہے۔ یہ دونوں کتابیں مصنفین نے خود نہیں لکھیں، بلکہ انھیں ان کی تصنیفات، مقالات اور خطبات سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں کی ترتیب میں ایک فرق یہ ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ سیرت سرور عالمؐ کا خاکہ مرتبین (نعیم صدیقی، عبدالوکیل علوی) نے مصنف کے سامنے پیش کیا، جسے نہ صرف مولانا نے بالاستیعاب دیکھا، بلکہ اس میں مناسب تجاویز کے بعد بذات خود سیکڑوں صفحات کے موزوں اضافے تحریر کیے۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان کی صورت میں ایک ایسی اسلامی ریاست قائم ہوئی جو قرارداد مقاصد کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ماڈل قرار پائی۔ اس ریاست کے آئینی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، علمی اور ثقافتی وجود اور اسلامی تشخص کے لیے سید مودودیؒ نے ایک طرف احیاے اسلام کے لیے ایک نظریاتی تحریک کو پروان چڑھایا تو دوسری طرف اسوۂ حسنہ اور سنتِ رسولؐ کی بنیاد پر ایک اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے بھرپور علمی اور عملی مساعی کیں۔ اس لحاظ سے سیرت نبویؐ پر ان کی تحریروں کا مزاج محض مستند علمی معلومات کو پیش کرنے اور وقائع نویسی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ وہ سیرت کے اس فکری اور انقلابی سرمائے کو ایک اسلامی ریاست کی تشکیل اور ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں صرف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت پر ان کی تحریروں کا اسلوب اور منہج ماقبل کے تمام ذخیرۂ سیرت سے جدا اور منفرد تشخص رکھتا ہے۔

سید مودودیؒ کی سیرت پر تحریریں ۶۴ برس (۱۹۱۵ء-۱۹۷۹ء) کے عرصے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ہزارہا صفحات پر مشتمل ان تحریروں کا آغاز ۱۹۱۵ء میں ہوا، جب آپ نے ۱۲ برس کی عمر میں ''سیرت النبویؐ'' کے عنوان سے ایک مجوزہ کتاب کا پہلا باب تحریر کیا۔ اس مضمون کا اختتام ان سطور پر ہوتا ہے:

> اس نسبی بحث کے بعد، ہم اس حقیقی بحث کی طرف راجع ہوتے ہیں، جس کے بعد ہم حبیبؐ رب العالمین کی سیرت پاک کو زیادہ روشن اور بہت واضح دکھا سکتے ہیں، اور جس کے ذریعے لوگ نہایت آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً تمام دنیا کے انسانوں سے، خواہ وہ حکیم ہوں یا عالم، زاہد ہوں یا متقی، والی ہوں یا پیغمبر، غرضیکہ بلند سے بلند مرتبے کے انسانوں سے زیادہ افضل اور برگزیدہ ہیں۔ اگر کوئی شخص انسانیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے صرف آنحضرتؐ کی سیرت کا مطالعہ تمام دنیا کی کتابوں کی چھان بین سے زیادہ مفید ہے اور سب سے زیادہ بہتر طریقے سے وہ اس آئینے میں نہ صرف انسانیت بلکہ جمال خداوندی کا عکس دیکھ سکتا ہے۔ یعنی ہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام سے قبل عرب کی بدویت و جہالت کا ایک مختصر سا خاکہ دکھائیں گے اور اس تاریک قوم میں آنحضورؐ کے خاندان کی حیثیت سے بحث کریں گے اور پھر بتائیں گے کہ آنحضرتؐ کا کن لوگوں میں نشوونما ہوا، اور کن حالات میں انھوں نے پرورش پائی اور کس زمین میں اپنی اصلاحات کا بیج بویا۔ (وثائق مودودی، ص ۲۱)

سید مودودیؒ کے قلم سے ۱۲ سال کی عمر میں لکھی ہوئی اس تحریر سے سیرت کے موضوع اور اسلوب کے بارے میں ان کے ذہنی اور قلبی احساسات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان اثرات کا سراغ لگانے کے لیے ہمیں ان کے خانوادے کی علمی اور روحانی حیثیت اور پھر والدین کی تربیت کا جائزہ لینا چاہیے، جس کے باعث کم عمر ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے قلب و ذہن میں اسوۂ رسولؐ کی یہ رعنایاں اور لطافتیں پختہ سے پختہ تر اور عمیق سے عمیق تر ہوتی چلی گئیں۔ اس ضمن میں سید مودودیؒ کی ۱۹۳۲ء میں لکھی گئی خودنوشت کا یہ مختصر اقتباس دیکھیے:

میرا تعلّق ایک ایسے خاندان سے ہے جس میں ۱۳۰۰ برس تک سلسلۂ ارشاد و ہدایت اور فقر و درویشی جاری رہا ہے--- اس خاندان کے ایک نامور بزرگ مولانا ابواحمد ابدال چشتی (م: ۳۵۵ھ) حضرت حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن کی اولاد سے تھے۔ انھی سے صوفیہ کا مشہور سلسلہ چشتیہ جاری ہوا ہے--- حضرت ناصرالدین ابویوسف کے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی (م: ۵۲۷ھ) تھے، جو تمام سلاسلِ چشتیۂ ہند کے شیخ الشیوخ اور خاندان مودودی کے مورث ہیں--- اس زمانے میں انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب کے خلاف مسلمانوں میں جو شدید نفرت پھیلی ہوئی تھی، اس کا حال سب جانتے ہیں۔ مگر ہمارا خاندان اس میں عام مسلمانوں سے بھی کچھ زیادہ بڑھا ہوا تھا، کیونکہ یہاں مذہب کے ساتھ مذہبی پیشوائی بھی شامل تھی--- والد مرحوم اور والدہ ماجدہ دونوں کی زندگی ایک ہی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ ان کی اس تربیت اور عملی نمونے کا یہ اثر تھا کہ ابتدا ہی سے میرے دل و دماغ پر مذہب کے گہرے نقوش مرتسم ہو گئے--- والد مرحوم نے اوّل دن [سے] اردو اور فارسی کے ساتھ عربی زبان اور فقہ و حدیث کے درس پر ڈال دیا--- (مولانا مودودیؒ اپنی اور دوسروں کی نظر میں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرتبہ: محمد یوسف بھٹہ، ص ۳۱-۳۹)

سید مودودیؒ نے اپنی ۷۶ سالہ زندگی میں سے ۶۴ سال کے دوران سیرت پاک پر جو نگارشات رقم کیں، ان میں مقالات، خطبات، مصاحبے (انٹرویو)، مکتوبات، استفسارات، پیغامات، تقریظات اور دیباچے شامل ہیں۔ یہاں اُن کی چند مختصر تحریروں اور خطبوں کی فہرست ترتیب زمانی کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

۱۹۱۵ء: ''سیرت النبویؐ''، مشمولہ وثائق مودودی، ص ۲۱

۱۹۲۵ء: ''مدینۃ الرسولؐ''، مشمولہ صدائے رستاخیز، ص ۳۳۹

۱۹۲۶ء: ''سرکار دوعالمؐ کی توہین''، مشمولہ بانگ سحر، ص ۳۱۶

۱۹۲۷ء: ''مقدمہ رنگیلا رسول کا فیصلہ'' مشمولہ آفتاب تازہ، ص ۱۴۲، ۱۸۲، ۱۸۶، ۲۲۴، ۲۵۲، ۲۶۷

۱۹۲۸ء: ''دیارِ مقدسہ میں توہین رسول کا فتنہ'' مشمولہ جلوہ نور، ص ۳۶

۱۹۴۱ء: ''سرورِ عالمؐ''، مشمولہ نشری تقریریں، ص ۱-۱۹

۱۹۴۱ء: ''معراج کی رات''، مشمولہ ایضاً، ص ۳۹-۴۶

۱۹۴۲ء: ''میلاد النبیؐ''، مشمولہ ایضاً، ص ۲۰-۲۷

۱۹۴۳ء: ''معراج کا سفرنامہ''، مشمولہ ایضاً، ص ۶۰-۶۹

۱۹۴۸ء: ''سرور عالمؐ کا اصلی کارنامہ''، مشمولہ ایضاً، ص ۲۸-۳۸

۱۹۴۸ء: ''معراج کا پیغام''، مشمولہ ایضاً، ص ۴۷-۵۹

۱۹۴۸ء: ''اسلام کی ابتدا''، مشمولہ ایضاً، ص ۵-۱۲

۱۹۵۳ء: قادیانی مسئلہ، لاہور، ص ۱۵-۱۶

۱۹۶۲ء: ختم نبوت، لاہور، ص ۷۰

۱۹۶۲ء: توحید و رسالت اور زندگی بعد موت کا عقلی ثبوت، لاہور، ص ۶۴

۱۹۶۹ء: رحمۃ للعالمینؐ سیرت کانفرنس، ڈھاکہ، ص ۱۶

۱۹۷۵ء: سیرت کا پیغام، پنجاب یونی ورسٹی سٹوڈنٹس یونین، ص ۳۶

۱۹۷۸ء: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کا نظام حکومت، لاہور، ص ۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

--- اسلامی نظام کے عملی تقاضے، ص ۸

--- درود اُن پر سلام اُن پر، ص ۱۶، ماخوذ: تفہیم القرآن

۳- وانک لعلٰی خلقٍ عظیم مشمولہ قائد انسانیت، احباب پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۲-۳۱

آپ نے سیرتؐ پاک سے متعلق حسبِ ذیل کتب پر تقاریظ رقم فرمائیں:

○ محسن انسانیت، از نعیم صدیقی ○ آئینہ حقیقت، از میر عبدالباسط ○ سراپائے رسولؐ، از اعجاز الحق قدوسی ○ فیوض الحرمین، از سید عبدالعزیز شرقی ○ سیرت المختار، از شیخ مصطفیٰ غلامینی۔

سید مودودیؒ کے معارف پرور اور فکر انگیز قلم سے چھوٹی بڑی ایک سو کے قریب کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس علمی گلستان کا سدا بہار مظہر تفہیم القرآن کی چھ جلدیں ہیں۔ قرآن مجید ہی حقیقتاً سیرت کا سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ مولانا محترم نے بھی اس کی تفسیر میں وہ مقامات جو سیرت سے متعلق ہیں، ان کی تشریح میں بہت عرق ریزی اور جگر سوزی سے کام لیا ہے، جس کے نتیجے میں اس تفسیر کے سیکڑوں مقامات پر سیرت کے لوازمے کو تحقیقی، تاریخی اور داعیانہ اسلوب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سید صاحب کی تالیف سیرت سرور عالمؐ جو تمام تر ان کی مختلف کتابوں کے سیرت سے متعلق تحریروں سے ترتیب پائی ہے، اس کا غالب حصہ تفہیم القرآن کی چھ جلدوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے سیرتؐ پر کتاب پیش کرنے کی پہلی کاوش سیرت ختم الرسلؐ، مرتبہ: احمد انس کی صورت میں سامنے آئی۔ کیا عجب کہ سیرت سرور عالمؐ مرتب کرنے کی بنیاد سیرت ختم الرسلؐ بنی ہو۔

سیرت سرورِ عالمؐ کی پہلی جلد ۶۴۷ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں سے ۴۰۸ صفحات کا لوازمۂ سیرت صرف تفہیم القرآن کی چھ جلدں سے ماخوذ ہے، جب کہ باقی ماندہ ۲۴۳ صفحات کا لوازمہ ان کی ۱۶ کتب سے منتخب کیا گیا ہے۔

اسی طرح سیرت سرورِ عالمؐ جلد دوم ۶۲۳ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ۳۵۵ صفحات کا لوازمۂ سیرت صرف تفہیم القرآن کی چھ جلدوں سے ماخوذ ہے، جب کہ ۶۱ صفحے کا لوازمہ ان کی دیگر کتابوں سے ماخوذ ہے۔ یہ پہلو قابلِ توجہ ہے کہ جلد دوم میں انھوں نے ۳۴۷ صفحات کے جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نئے اور تازہ اضافے کیے ہیں، وہ ان کی درایت سیرت، مؤرخانہ ژرف نگاہی، تحقیقی بصیرت، وسعت مطالعہ اور شوکت اسلوب کا شاہکار ہیں۔ یوں سیرت سرور عالمؐ کی دو جلدوں کے ۱۵۲۷ صفحات میں تفہیم القرآن سے ۸۷۶، ان کی دوسری ۱۸ کتابوں سے ۳۰۴ اور مؤلف کے اپنے قلم سے ۳۴۷ صفحات کا نیا تحریر شدہ لوازمۂ سیرت ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس لوازمے کے بارے میں اپنی کتاب کی دوسری جلد کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں:

> اس کتاب سیرت (سیرت سرور عالمؐ) کی پہلی جلد میں مجھے کسی حذف و اضافے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی --- لیکن اس دوسری جلد کے لیے میرے جو مضامین کے درمیان جگہ جگہ ایسے خلا باقی تھے، جن کی موجودگی میں کسی طرح سیرت کی کتاب نہ بن سکتی تھی۔ اس لیے میں نے اس میں بکثرت اضافے کر کے اسے ایک مسلسل اور مربوط کتاب سیرت بنا دیا ہے۔ یہ جلد ہجرت کے بیان پر ختم ہوئی ہے۔ آگے مدنی دور شروع ہوتا ہے، جو درحقیقت ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ (سیرت سرور عالمؐ، ج ۲، ص ۲۳)

سید مودودیؒ کا سیرت پر ابتدائی مضمون جو انھوں نے ۱۹۱۵ء میں لکھا، اپنے موضوع کے لحاظ سے علم انساب کی ایک ایسی بحث سے متعلق ہے، جس کا تفصیلی نقشہ ہم سرسید احمد خان کے ہاں دیکھتے ہیں۔ ذبیح کون ہے؟ سیرت کا ایک ایسا موضوع ہے جو مستشرقین اور مسلمان محققین کے درمیان صدیوں سے موضوع بحث ہے۔ سیرت سرور عالمؐ کی دوسری جلد کے صفحات ۶۱ سے ۶۵ کے درمیان اس موضوع پر ایک ایسی تحقیقی تحریر سامنے آتی ہے، جو اس عنوان پر ایک قاری کے لیے تشفی کا سامان فراہم کرتی ہے۔ سیرت سرور عالمؐ کی دونوں جلدوں کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے مختلف ابواب میں دوسرے مذاہب کی کتب بالخصوص عہدنامہ قدیم اور جدید سے براہ راست استشہاد کر کے بہت سے الزامات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اسی طرح ہندومت، آریہ سماجیوں، قادیانیوں اور منکرین سنت وغیرہ کے الزامات کی تردید میں ان کے قلم کے تحقیقی شہ پارے ہمیں ورق ورق پر دکھائی دیتے ہیں۔

سید مودودیؒ ۲۲ سال کی عمر میں دہلی میں سہ روزہ الجمعیۃ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء کے اس دور ادارت میں انھوں نے سیکڑوں موضوعات پر اداریے لکھے ہیں۔ ان میں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کچھ اداریے آریہ سماجیوں کی نفرت انگیز کتب، بالخصوص پنڈت کالی چرن کی رنگیلا رسول اور اس کے پبلشر راجپال کے حوالے سے لکھے گئے ہیں۔ مگر ان میں اہم ترین موضوع پیغمبروں اور رسولوں کی اہانت کا ہے۔ توہین رسالتؐ اور blaspheme کا موضوع بہت قدیم ہے۔ سید مودودیؒ نے سہ روزہ الجمعیۃ میں جو اداریے لکھے ہیں وہ چار مستقل کتابوں صدائے رستاخیز، بانگِ سحر، آفتابِ تازہ، جلوۂ نور کی صورت میں ترتیب دیے گئے ہیں۔

سید مودودیؒ کی مذکورہ چار کتابوں کے نو مضامین کے مطالعے سے نوجوانی کے دور میں ان خاص جذبات و احساسات کا اندازہ ہوتا ہے، جو حبِ رسول سے عبارت ہیں۔ ۱۲ سال کی عمر میں ترتیب پانے والے احساسات اور ۲۲ سال کی عمر میں تشکیل پانے والے جذبات، جب ۵۰ برس کی عمر میں ختم نبوتؐ کی تحریک کے ایک خاص تاریخ ساز مرحلے (۱۹۵۳ء) تک پہنچتے ہیں، تو قدرت حق نے محبت رسول کے صلے میں انھیں ایک ایسے اعزاز کا حق دار ٹھیرایا، جو بارگاہ الٰہی میں خاص الخاص لوگوں کا حصہ ہوا کرتا ہے۔ قادیانی مسئلے اور ختم نبوت کی تحریروں کے جرم میں انھیں پھانسی کی سزا سنائی گئی تو ان کے مقربین نے مشاہدہ کیا کہ ان کے چہرے پر ایک طمانیت اور نورانیت کھیلنے لگی۔ (مشاہدات، از میاں طفیل محمد)

سیرت نگار سید مودودیؒ کا، صاحب سیرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی اور ذہنی رشتہ کس نوعیت کا تھا، یہ پہلو ان کی تحریروں کے علاوہ، ان کے عمل و کردار سے بھی واضح ہوتا ہے۔ سیرت نگاری کی ۱۴ صدیوں میں سیرت نگاروں کی محبت والفت کے بہت سے مظاہرِ عقیدت سامنے آتے ہیں۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقائع کا ایسا ذخیرہ مرتب کیا گیا ہے کہ جس کی نظیر اقوام عالم میں دکھائی نہیں دیتی۔ مگر سیرت نگاروں کی اس پوری صف میں یہ امتیاز صرف سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کو حاصل ہے کہ انھوں نے اس سیرت مطہرہ اور سنت ثابتہ کے احیا کے لیے ایک تحریکِ دعوت کی بنا ڈالی اور پھر عملاً ریاست مدینہ کے سیاسی، آئینی، تمدنی، تہذیبی، عدالتی، عسکری، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی اقدار کے احیا کے لیے ایک خطۂ زمین کو دارالاسلام میں تبدیل کرنے کے لیے اپنی زندگی کی تمام تر توانائیوں کو وقف کر دیا۔ یہی باعث ہے کہ وہ تفہیم القرآن میں تفسیری مباحث پیش کر رہے ہوں، یا سنت کی آئینی حیثیت پر قلم اٹھا رہے ہوں یا اسلامی ریاست کے مباحث کی تفصیلات مہیا کر رہے ہوں، ہر جگہ ان کا قلم وقائع سیرت میں سے ایک ایسی تصویر پیش کر دیتا ہے، جو اپنے موضوع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لحاظ سے معتبر، مستند اور اپنے مقاصد کے لحاظ سے ایک پُر تاثیر اسلوب نگارش کی حامل ہے۔

نصف صدی پر پھیلی (۱۹۱۲ء-۱۹۶۶ء) ہوئی مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے، سیرت نبویؐ پر چار جلدوں پر مشتمل ایک ابتدائی مسودہ تیار کر کے مولانا محترم کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو ایک حد تک ان کو بھی اس پر حیرت ہوئی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور سیرت کے متعلق اتنا وسیع مواد اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے۔ [اس کا اندازہ فہرست ہی سے لگایا جاسکتا ہے] پہلی جلد کا تعلق بنیادی مباحث، منصب نبوت اور نظام وحی، بعثت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ماقبل بعثت کے ماحول، اور دعوت کی مخالف قوم اور عرب کے مختلف گروہوں کے احوال سے ہے۔ دوسری جلد حضور کی پیدایش سے لے کر ہجرت مدینہ تک کے احوال و واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد میں اس انتہائی سرگرم تحریکی زندگی کا مرقع سامنے آتا ہے، جو لمحۂ وصال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں گزاری۔ چوتھی جلد جو ابھی باقی ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحات، تعلیمات اور نظام زندگی، مختلف شعبوں میں لائے جانے والے تغیرات کا نقشہ پیش کرنا مطلوب ہے۔ (سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۱، ص ۱۰)

سیرت نبویؐ پر سید مودودیؒ کے اس کارنامے کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک قاری کو جس حیرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ ان کا قدیم و جدید علوم و فنون کا وسیع مطالعہ ہے۔ وہ اپنے مطالعے میں ایک ایسی تحقیقی نظر سے کام لیتے ہیں کہ بسا اوقات وہ برسوں کی رائج غلط فہمیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے نئے، درست اور تازہ حقائق بیان کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنے نتائج فکر کو اس ترتیب اور نوعیت سے پیش کرتے ہیں کہ قاری کو تاریخی تناظر اور دینی پس منظر میں صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت سرورِ عالمؐ میں بعض معلومات پہلی مرتبہ یکجا نظر آتی ہیں اور سیرت کے بعض وقائع پر منفرد انداز میں، روشنی پڑتی ہے۔ بعثت کے بعد کے تین برسوں میں خفیہ دعوت کے نتیجے میں جن قبائل کے جن خوش نصیب افراد نے شرف صحابیت حاصل کیا، اس کی ایک کامل تفصیل اور فہرست سیرت نگاری میں پہلی دفعہ پیش کی گئی ہے، جس میں ۱۲۹ اشخاص کا تذکرہ ملتا ہے۔ مکہ کے کفار و مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جس نوعیت کے الزامات عائد کیے یا اعتراضات اٹھائے، اس کی جامع تفصیل بھی پہلی مرتبہ اس میں پیش کی گئی ہے۔

ان دونوں جلدوں کا مطالعہ کرتے ہوئے صحیح اور مستند معلومات کا ایک دریا بہتا دکھائی دیتا ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن میں سے کسی بات کو مستند حوالوں کے بغیر درج نہیں کیا گیا۔ اگر اس لوازمۂ سیرت کے منابع، مراجع، مصادر اور ماخذوں پر نگاہ ڈالی جائے تو مولانا مودودیؒ کے وسعت مطالعہ اور استخراج نتائج کی داد دینا پڑتی ہے۔ وقائع نگار کا کام محض معلومات کو جمع کرنا نہیں بلکہ ان کی تنقید، تنقیح اور تصحیح بھی ہے۔ اس حوالے سے ایک قاری کو بیسیوں مقامات پر یہ علمی اور تحقیقی عمل دکھائی دے گا۔ کتب سیرت میں اگر مستند اور محقق روایات و معلومات کے حوالے سے تقابل کیا جائے تو سیرت سرور عالمؐ ایک ممتاز کاوش نظر آتی ہے۔ اس کی ایک مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد طفولیت کی تفصیلات سے دی جاسکتی ہے۔

سیرت نگاری میں اماکن کا تعیّن، اسماء الرجال سے واقفیت، ماہ و سال اور سنین کا تعیّن، ہجری اور عیسوی تقویم میں مطابقت اور عربوں کی معاشرتی اور ثقافتی زندگی کا بھرپور علم اور قبائل کی زندگی کا دستور اور عرف، چند ایسے مسائل ہیں، جن سے عہدہ برآ ہوئے بغیر کوئی سیرت نگار اپنے موضوع سے انصاف نہیں کرسکتا۔

مستشرقین کے اعتراضاتِ سیرت کا جواب یوں تو سرسید سے لے کر علامہ شبلی نعمانی اور پروفیسر ظفر اقبال تک سب نے فراہم کیا ہے، مگر ان میں سید مودودی نے ان مستشرقین کے فسادِ نیّت سے لے کر ان کے منہج تحقیق پر جو گرفت کی ہے، وہ عملی تحقیق کا ایک ایسا نمونہ ہے، جس سے کام لے کر ہم مستشرقین کی اسلام، قرآن اور صاحبِ قرآن کے خلاف تمام معاندانہ اور مخاصمانہ سرگرمیوں کا علمی اور تحقیقی احتساب کرسکتے ہیں۔

سیرت نگاری کی ۱۴ صدیوں میں اہل علم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ روایت اور درایت کا جو معیار ہمارے ہاں محدثین کرام نے تدوین حدیث میں پیش نظر رکھا ہے، وہ احتیاط وقائع سیرت نگاری میں کم تر دکھائی دیتی ہے۔ ارباب علم اور صاحبان تحقیق اگر سید مودودیؒ کے تحقیقی موقف اور درایت کو دیکھیں گے تو انھیں سید محترم اور دوسرے سیرت نگاروں میں مابہ الامتیاز فرق دکھائی دے گا۔ مثال کے طور پر حرب فجار ہو، بحیرہ راہب کا تذکرہ اور ازواج النبی میں عمر عائشہؓ کا معاملہ ہو، یا پھر بناتِ رسول کا تذکرہ، مولانا مرحوم کے قلم سے تجزیہ و تحقیق کی ایک خاص انفرادیت دکھائی دے گی۔

سیرت نگاری کی تحریک میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مطالعہ مغرب کے حوالے سے اپنا ایک خاص

© rasailojaraid.com